معزز قارئین! اس سے قبل ایک مضمون میں امت محمدیہ کو دنیا میں اللہ کی طرف سے ملنے والی خصوصیات کا ذکر کیا گیا تھا، اس میں آخرت میں ملنے والی خصوصیات کا ذکر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالی علم وعمل کی توفیق دے اور امت مسلمہ کو عزت وسربلندی عطا فرمائے آمین۔

۱/ قیامت کے دن اس امت کے اعضاء وضوء چمک رہے ہوں گے، آپ ﷺ نے اپنی امت کے بارے میں فرمایا: (**انهم يأتون غرا محجلين يوم القيامة من الوضوء (مسلم)**) یعنی: ''قیامت کے دن وضوء کی وجہ سے ان کے ہاتھ پاؤں چمک رہے ہوں گے''۔

۲/ یہ امت ہر نبی کے لئے گواہی دے گی کہ اس نے اللہ کے پیغام کو اپنی اپنی امت تک کما حقہ پہونچا دیا ہے، جب نوح علیہ السلام کی امت پیغام حق پہونچائے جانے کا انکار کردے گی، تو اللہ تعالی گواہ طلب کرے گا، اس وقت امت محمدیہ گواہی دے گی، ارشاد ربانی ہے ﴿**وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطاً لِّتَكُونُواْ شُهَدَاء عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيداً**﴾ یعنی: ہم نے اسی طرح تمہیں افضل امت بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ اور رسول تم پر گواہ ہو جائے۔

اس آیت کی تفسیر میں صحیح بخاری میں روایت ہے: (**عن أبي سعيد الخدري قال قال رسول الله ﷺ يدعى نوح يوم القيامة فيقول لبيك وسعديك يا رب ، فيقول هل بلغت ؟ فيقول نعم ، فيقال لأمته هل بلغكم فتقول لا ، فيقول الله : من يشهد لك ؟ فيقول محمد وأمته فيشهدون أنه قد بلغ ، وهذا قول الله وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطاً**)

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن نوح (علیہ السلام) کو بلایا جائے گا وہ کہیں گے لبیک وسعدیک یارب، اللہ ان سے کہے گا کیا تم نے پہونچانے کی ذمہ داری ادا کردی تھی؟ وہ کہیں گے ہاں، ان کی امت سے سوال کیا جائے گا کیا نوح (علیہ السلام) نے تم سب کو حق پہونچا دیا تھا، ان کی امت کہے گی نہیں، اللہ نوح (علیہ السلام) سے کہے گا کوئی ہے جو تمہارے حق میں گواہی دے؟ وہ کہیں گے محمد ﷺ اور ان کی امت، تو یہ امت گواہی دے گی کہ نوح علیہ السلام نے ان تک حق پہونچا دیا تھا اور یہی اللہ کے اس ارشاد (**وكذلك جعلناكم أمة وسطا**) کی تفسیر ہے''۔

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: ''قیامت کے دن انبیاء آئیں گے کسی کے ساتھ ایک آدمی ہوگا کسی کے ساتھ دو آدمی، تو کسی کے ساتھ زیادہ ہوں گے، ہر نبی کی قوم کو بلا کر پوچھا جائے گا کیا اس نے حق پہونچا دیا تھا وہ کہیں گے نہیں، اللہ تعالی اس نبی سے پوچھے گا وہ کہے گا ہاں، اللہ پوچھے گا، تمہارے لئے کون گواہی دے گا؟ وہ کہے گا محمد ﷺ اور ان کی امت، پھر محمد ﷺ اور آپ کی امت کو بلایا جائے گا ان سے پوچھا جائے گا، کیا اس نبی نے اپنی قوم کو پیغام پہونچا دیا تھا؟ وہ کہیں گے ہاں، ان سے پوچھا جائے گا تمہیں کیسے معلوم؟ کہیں گے ہمارے پاس ہمارے نبی آئے اور ہمیں بتایا کہ ہر رسول نے اپنی قوم کو حق پہونچا دیا ہے، اور یہی اللہ کے اس ارشاد ﴿**وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطاً**﴾ کی تفسیر ہے۔ پھر فرمایا (وسطا) یعنی عدل وانصاف کے ساتھ گواہی دینے والے تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ اور رسول تم پر گواہ ہو جائے''۔ (مسند احمد، سنن ابن ماجہ دیکھئے سلسلہ صحیحہ (۲۴۴۸))

احادیث کی روشنی میں علماء سلف نے وسط کا تین معنی بیان کیا ہے:

(۱) افضل وبہتر **يقال قريش أوسط العرب نسبا** کہا جاتا ہے کہ قریش عرب میں سب سے افضل وبہتر نسب والے ہیں۔

(۲) عادل ومنصف۔

(۳) معتدل، درمیانی یعنی افراط وتفریط، غلو وتنقیص سے پاک دین والے۔ (دیکھئے تفسیر ابن جریر طبری وتفسیر ابن کثیر، تفسیر بغوی)

یہ خیریت وافضلیت مال ومنصب، آل واولاد کی بنا پر نہیں بلکہ توحید وسنت پر تمسک، ایمان وتقوی، نیک اعمال واخلاق عالیہ، اتباع رسول ﷺ اور شرک وبدعات سے اجتناب کی بناء پر ہے۔

۳/ جب لوگ میدان محشر میں نا قابل برداشت حالت میں ہوں گے نبی اکرم ﷺ کو شفاعت عظمی نصیب ہوگی، اس وقت اللہ تعالی بہت غضبناک ہوگا، لوگ شفاعت کے لئے آدم، نوح، ابراہیم، موسی وعیسی علیہم السلام کے پاس جائیں گے لیکن یہ تمام انبیاء کرام شفاعت سے انکار کردیں گے، پھر یہ لوگ نبی اکرم ﷺ کی

خدمت میں حاضر ہوں گے اور آپ سے شفاعت کی درخواست کریں گے، آپ ﷺ اللہ تعالی کے پاس شفاعت کے لئے جائیں گے، سجدے میں گر جائیں گے آپ سے اللہ کہے گا: **یا محمد ارفع رأسک ، وقل یسمع لک ،وسل تعط ، واشفع تشفع** (بخاری)

یعنی: ''اے محمد ﷺ اپنا سر اٹھائیں، بات کیجئے آپ کی بات سنی جائے گی، مانگئے دیا جائے گا، شفاعت کیجئے قبول کی جائے گی، پھر آپ ﷺ حساب وکتاب کی شفاعت کریں گے، اور اللہ تعالی آپ کی دعا اور شفاعت کو شرف قبولیت عطا فرمائے گا، شفاعت عظمی ہی وہ مقام محمود ہے جس کا ذکر اللہ نے قرآن کریم کی اس آیت میں کیا ہے ﴿**وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ عَسَى أَن يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَاماً مَّحْمُوداً**﴾ (الإسراء:۷۹)

یعنی: رات کے کچھ حصہ میں تہجد پڑھئے یہ آپ کے لئے نفل ہے عنقریب آپ کا رب آپ کو مقام محمود میں کھڑا کرے گا۔''

اس شفاعت عظمی کے علاوہ تین اور شفاعتیں ہمارے نبی ﷺ کے ساتھ خاص ہوں گی جو کسی نبی کو حاصل نہیں ہوں گی:

نمبر ایک: جنتیوں کے لئے جنت میں داخلے کی شفاعت۔

نمبر دو: بعض جنتیوں کے مقام ومرتبہ میں بلندی کی شفاعت۔

نمبر تین: اپنے مشفق ومہربان چچا ابوطالب کے عذاب میں تخفیف (کمی اور گھٹاؤ) کی شفاعت۔

آپ ﷺ اپنے چچا ابوطالب کے لئے جہنم سے نکالنے کی شفاعت نہیں کریں گے کیونکہ آپ کو معلوم ہے کہ وہ مسلمان نہیں ہوئے تھے ان کی وفات شرک پر ہوئی تھی، اور مشرکین کا ٹھکانہ جہنم ہے ان پر جنت حرام ہے، ان کے مرض الموت میں آپ ﷺ ان کے پاس گئے تھے اور اسلام کو پیش کیا تھا لیکن قبول نہیں کیا، عبد المطلب کے دین پر ان کی وفات ہوئی تھی، کتنے بڑے افسوس کا مقام ہے کہ روافض، ابوطالب کو جنتی کہتے ہیں اور ابوبکر وعمر وعثمان اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کافر اور جہنمی کہتے ہیں، یہ صحابہ دشمنی اور بدعقیدگی کی بدترین مثال ہے ایسی مثال دنیا کے کسی بھی مذہب میں نہیں پائی جاتی ہے، **نعوذ باللہ من ھذ الخذلان**۔

یہ چار طرح کی شفاعتیں ہمارے نبی ﷺ کے ساتھ خاص ہیں، دو اور شفاعتیں ہیں جو ہمارے نبی ﷺ کے ساتھ ساتھ دیگر انبیاء کرام اور موحدین و متبعین سنت بندوں کو بھی حاصل ہوں گی۔

نمبر ایک: اہل توحید کے ان لوگوں کے لئے جو اپنے گناہوں کے سبب جہنم کے مستحق تھے، وہ اللہ سے شفاعت کریں گے کہ توحید کی خاطر انہیں جہنم میں داخل نہ کیا جائے۔

نمبر دو: اہل توحید کے ان لوگوں کے لئے جو اپنے گناہوں کے سبب جہنم میں جا چکے ہوں گے، انہیں جہنم سے نکالنے کی شفاعت کریں گے۔

یہ دونوں شفاعتیں نبی کریم ﷺ دیگر انبیاء کرام، صدیقین، شہداء، موحدین و متبعین سنت سب کریں گے۔ ساری شفاعتوں کو ملا کر نبی اکرم ﷺ چھ قسم کی شفاعتیں کریں گے۔

شفاعت کی دو شرطیں ہیں: (۱) شافع ومشفوع لہ یعنی شفاعت کرنے والے اور جس کے لئے شفاعت کی جائے دونوں سے اللہ کا راضی ہونا۔ اور یہ بات سب کو معلوم ہے کہ اللہ انہی سے راضی ہوگا جو موحدین ہوں گے جن کی شرک پر وفات نہیں ہوئی ہوگی، کیونکہ شرک کرنے والوں کے لئے کوئی شفاعت نہیں ہے، اللہ ان سے راضی نہیں ہے اور نہ ہوگا۔ جب مشرکین کا ٹھکانہ جہنم ہے تو ان کیلئے شفاعت کیسے ہوگی۔

دلیل اللہ کا یہ قول ہے ﴿**يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَى وَهُم مِّنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ**﴾ (سورۃ الأنبیاء:۲۸)

یعنی: ''وہ (اللہ) ان کے آگے اور پیچھے کے تمام امور سے واقف ہے، وہ کسی کی بھی سفارش نہیں کرتے بجز ان کے جن سے اللہ راضی ہوتا ہے وہ خود ہیبت الہی سے لرزاں وترساں ہیں''۔

(۲) اللہ کی طرف سے شافع یعنی شفاعت کرنے والے کوشفاعت کی اجازت ملنا۔اورظاہر ہے شفاعت کی اجازت اگر ملے گی تو موحدین ہی کو ملے گی شرک کرنے والوں کوکبھی بھی شفاعت کی اجازت نہیں ملے گی ۔ کیونکہ شرک کرنے والا جب خود جہنم میں جائے گا تو دوسروں کے لئے جنت کی شفاعت کیسے کرے گا' جس چیز سے وہ خودمحروم ہے اس چیز کی شفاعت کیسے کرے گا۔

دلیل اللہ کا یہ قول ہے ﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الأَمْرَ مَا مِن شَفِيعٍ إِلاَّ مِن بَعْدِ إِذْنِهِ ذَلِكُمُ اللّهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ أَفَلاَ تَذَكَّرُونَ﴾ (یونس:۳)

یعنی: ''بلا شبہ تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اورزمین کو چھ روز میں پیدا کیا پھرعرش پر بلند ہوا' وہ ہر کام کی تدبیر کرتا ہے' اس کی اجازت کے بغیر کوئی اس کے پاس سفارش کرنے والا نہیں' یہی اللہ تمہارا رب ہے تم اسی کی عبادت کرو''۔

۴/ سب سے بڑا حوض اس امت کے نبی ﷺ کو حاصل ہوگا' حوض اس وقت بھی موجود ہے۔حوض کا ثبوت متواتر حدیثوں سے ہے' ہر نبی کے پاس حوض ہوگا' صحیح بخاری ومسلم میں ہے (**ان النبی ﷺ خرج یوما فصلی علی أحد صلاته علی المیت ثم انصرف علی المنبر فقال: اِنی فرط لکم ' وأنا شهید علیکم و انی والله لأنظر الی حوضي الآن .**

یعنی: ''ایک دن آپ ﷺ نکلے شہدائے احد پر صلاۃ جنازہ پڑھی' پھر منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا میں تم سب کا پیش رو ہوں اورتم سب پر گواہ ہوں اور اللہ کی قسم میں اپنے حوض کواس وقت دیکھ رہا ہوں''۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے (**ما بین بیتي ومنبري روضة من ریاض الجنة ' ومنبري علی حوضي**) (بخاری)

''میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کی جگہ جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے' اور میرا منبر میرے حوض پر ہے۔یا میرے حوض پر قائم ہوگا''۔

حوض پل صراط سے پہلے ہوگا اس کا پانی دودھ اور برف سے زیادہ سفید' شہد سے زیادہ میٹھا' برف سے زیادہ ٹھنڈا مشک وعنبر سے زیادہ پاکیزہ وخوشبودار ہوگا۔ اس کے برتن آسمان میں تاروں کی تعداد کے برابر ہوں گے اور تاروں کی طرح چمک رہے ہوں گے' لمبائی وچوڑائی ایک ماہ کی مسافت کے برابر ہوگی ۔ (مسلم' ابن ماجہ وغیرہ)

جو خالص موحد اورمتبع سنت ہوں گے انہیں کو پانی نصیب ہوگا نبی ﷺ کا فرمان ہے (**انی ترکت فیکم شیئین لن تضلوا بعدهما کتاب الله وسنتي ولن یتفرقا حتی یردا علی الحوضَ**) (مستدرک)

''میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ان پر عمل کروگے تو کبھی گمراہ نہیں ہوسکتے' اللہ کی کتاب اور میری سنت' اور یہ دونوں الگ الگ نہیں ہوسکتے یہاں تک کہ وہ دونوں حوض پر آ کر مجھ سے مل جائیں''۔

اور صحیح بخاری میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے : **اني فرطکم علی الحوض من مر بي شرب ومن شرب لم یظمأ أبدا ' ولیردن عليَّ أقوام أعرفهم ثم یحال بیني وبینهم 'فأقول اِنهم مني : فیقال : اِنک لا تدري ما أحدثوا بعدک فأقول سحقًا سحقًا لمن غیر بعدی .**

''میں حوض پر تم لوگوں سے پہلے رہوں گا میرے پاس سے جس کا گزر ہوگا وہ اس میں سے پیئے گا اور جس نے پی لیا وہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا' میرے پاس کچھ قومیں آئیں گی' میں ان کو پہچان رہا ہوں گا پھر میرے اوران کے درمیان دیوار حائل کردی جائے گی' میں کہوں گا یہ میرے لوگ ہیں' مجھ سے کہا جائے گا آپ کو نہیں معلوم ان لوگوں نے آپ (کی وفات) کے بعد کیا کیا چیزیں پیدا کردی تھیں' اس پر میں کہوں گا دوری ہو دوری ہو جس نے میرے بعد (دین کو) بدل دیا''۔

امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں : (**كل من أحدث في الدين فهو من المطرودين عن الحوض كالخوارج والروافض وسائر أصحاب الأهواء**)

''جس نے بھی دین میں بدعت ایجاد کی وہ حوض سے بھگائے جانے والوں میں سے ہوگا جیسے خوارج وروافض اور سارے بدعتی''۔

۵/ سب سے پہلے یہی امت پل صراط پار کرے گی۔

۶/ اور سب سے پہلے جنت میں بھی جائے گی' دونوں کی مشترکہ دلیل نبی ﷺ کا یہ فرمان ہے (**فأكون أنا وأمتي أول من يجيزه (الصراط) (بخاري)**) میں اور میری امت سب سے پہلے پل صراط کو پار کرے گی۔

اسی طرح نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے(**نحن الآخرون الأولون يوم القيامة ' ونحن أول من يدخل الجنة' بيد أنهم أوتوا الكتاب من قبلنا ' وأوتيناه من بعدهم ' فاختلفوا فهدانا الله لماا ختلفوا فيه من الحق (بخاري)**)

''ہم دنیا میں سب سے آخر میں آنے والے اور قیامت کے دن سب سے آگے رہنے والے ہیں' سب سے پہلے ہم جنت میں داخل ہوں گے گرچہ ان کو ہم سے پہلے کتاب دی گئی' اور ہمیں ان کے بعد دی گئی' وہ اختلاف کا شکار ہوگئے اور اللہ نے ہمیں اس حق کی ہدایت دی جس میں وہ اختلاف کر بیٹھے''۔

اللہ کا ارشاد ہے ﴿**وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَى رَبِّكَ حَتْماً مَّقْضِيّاً (71) مريم**﴾

یعنی: ''تم میں سے ہر ایک وہاں ضرور وارد ہونے والا ہے یہ آپ کے رب کا اٹل فیصلہ ہے''۔

اس آیت کریمہ کا دو معنی علماء سلف نے بیان کیا ہے ایک یہ کہ واردہا میں جو (ھی) کی ضمیر ہے اس سے مراد پل صراط ہے جو جہنم کے اوپر نصب ہے' اگر یہ معنی مراد لیا جائے تو گویا پل صراط کا بھی ذکر قرآن کریم میں اشارۃ موجود ہے۔ پھر اس کا مطلب ہوگا کہ پل صراط سے ہر ایک کو گزرنا ہے' پل صراط سے گزرتے ہوئے کفار ومشرکین جہنم میں گر جائیں گے اور اہل ایمان نجات پا جائیں گے۔' اہل ایمان میں سے کچھ ایسے بھی ہوں گے جنہیں ذرہ بھی خراش نہیں آئے گی' کچھ بمشکل پار کرنے والے ہوں گے' انہیں جہنم اپنی طرف کھینچے گی جس سے ان کے جسم پر زخم ہو جائیں گے' پار ہو جانے کے بعد سب اللہ کی تعریف اور اس کی حمد وثناء بیان کریں گے۔ آپ ﷺ اور تمام انبیاء کرام پل صراط پر کھڑے ہوں گے۔

پل صراط کی صفات جو حدیثوں میں بیان ہوئی ہے کچھ اس طرح ہے:

۱/ بال سے باریک تر۔ ۲/ تلوار سے زیادہ تیز۔

۳/ اس میں آنکس ہوں گے۔ ۴/ لوہے کے میخ اور کنڈے ہوں گے۔

۵/ لوہے کی سلاخیں ہوں گی۔ (دیکھئے صحیح بخاری وصحیح مسلم عن ابی سعید الخدری وأبی ہریرۃ رضی اللہ عنہما)

پل صراط پار کرنے والے سعادت مند کئی طرح کے ہوں گے:

۱/ کچھ آنکھ جھپکتے ہی گزر جائیں گے۔ ۲/ کچھ بجلی کی طرح۔

۳/ تو کچھ تیز ہوا کے مانند۔ ۴/ کچھ تیز گھوڑوں کی طرح سرپٹ دوڑتے ہوئے۔

۵/ کچھ تیز بارش کی طرح۔ ۶/ کچھ پیدل چلنے والے کی طرح۔

۷/ تو کچھ گرتے پڑتے۔ ۸/ تو کچھ پیٹ کے بل دھیرے دھیرے رگڑتے ہوئے آخر کار گزر ہی جائیں گے۔ (صحیح مسلم)

ورود کا دوسرا معنی ہے داخل ہونا مفسر قرآن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی مروی ہے' ایسی صورت میں اس کا معنی ہوگا کہ جہنم میں ہر ایک کو وارد یعنی داخل ہونا پڑے گا' اب یہاں یہ اشکال ہوتا ہے کہ مشرکین کے بارے میں تو ٹھیک ہے وہ جہنم میں داخل ہوں گے کیونکہ ان کا ٹھکانہ ہی جہنم ہے لیکن مؤمنین وموحدین

کیسے جہنم میں جائیں گے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس حصہ کو جس میں مؤمنین جائیں گے اللہ تعالی اس کو گل وگلزار بنادے گا۔ جس طرح اللہ تعالی نے آتش نمرود کو ابراہیم علیہ السلام کے لئے گل وگلزار بنادیا تھا' اسی لئے کچھ سلف سے آتا ہے کہ وہ اس طرح بھی اللہ تعالی سے دعاء کرتے تھے **(اللھم أخرجنی من النار سالما و أدخلنی الجنة غانما)** دیکھئے تفسیر ابن کثیر۔

صحیح مسلم میں حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جنھوں نے بھی درخت کے نیچے بیعت کیا ان میں سے ان شاء اللہ کوئی بھی جہنم میں داخل نہیں ہوگا' حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا' نہیں' داخل ہوں گے' آپ ﷺ نے ان کو ڈانٹا' تو انہوں نے اس آیت کریمہ ﴿وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا﴾ کی تلاوت کی' آپ ﷺ نے فرمایا اللہ نے یہ بھی فرمایا ہے ﴿ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوا وَّنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا (72) مریم﴾۔

یعنی: ''جو متقی ہیں ان کو (جہنم سے) نجات دے دیں گے اور ظالموں (مشرکوں) کو اس میں گھٹنوں کے بل گرا ہوا چھوڑ دیں گے''۔

مطلب یہ ہوا کہ متقین کو جہنم میں جانے کے بعد نکالا جائے گا۔ البتہ ان کو وہاں کسی طرح کی کوئی تکلیف نہیں ہوگی اس حصہ کو ان کے لئے گل وگلزار اور آرام دہ بنادیا جائے گا۔

امام البانی رحمہ اللہ نے ورود کا تین معنی بیان کیا ہے: ۱/ جہنم کے کنارے سے گزرنا ۲/ جہنم کے اوپر نصب پل صراط سے گزرنا ۳/ جہنم میں داخل ہونا اور اسی تیسرے معنی کو امام موصوف نے راجح قرار دیا ہے۔ (سنئے فتاوی جدہ: ۲۲)

قارئین کرام! پہلے جہنم سے بچنا ہے اس کے بعد جنت ملے گی' اللہ کا ارشاد ہے ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَمَن زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَما الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ (185) آل عمران﴾

یعنی: '' ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے قیامت کے دن تمہیں پورا پورا بدلہ دیا جائے گا' جسے جہنم سے دور کردیا گیا اور جنت میں داخل کردیا گیا وہ کامیاب ہوگیا' دنیا کی زندگی دھوکے کا سامان ہے''۔

پل صراط سے گزر جانے کے بعد بھی فوری طور پر جنت نہیں ملے گی' اس سے پہلے ایک قنطرة (پل) ہے وہاں پل صراط پار کر جانے والے یا جہنم میں داخل ہونے کے بعد اس سے نجات پانے والے سب کے دلوں کی تنقیح اور صفائی کی جائے گی' دنیا میں جو کچھ بھی ظلم کئے ہوں گے اس کا قصاص لیا جائے گا اس کے بعد جنت میں داخل ہونے کی اجازت دی جائے گی' نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے **(اذا خلص المؤمنون من النار حبسوا بقنطرة بين الجنة و النار فيتقاصون مظالم كانت بينهم فى الدنيا حتى اذا نقوا وهذبوا أذن لهم بدخول فى الجنة ' فوالذي نفس محمد بيده لأحدهم بمسكنه في الجنة أدل بمنزله كان في الدنيا. (صحيح بخارى)**

''جب مؤمنین جہنم سے چھٹکارہ پاجائیں گے جنت اور جہنم کے درمیان ایک پل پر روک دیئے جائیں گے دنیا میں جو ظلم کئے ہوں گے اس کا قصاص لیا جائے گا جب ان کے دلوں کو پاک وصاف کردیا جائے گا اس کے بعد جنت میں داخل ہونے کی اجازت دی جائے گی' اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جنتی جنت میں اپنے گھر کو دنیا کے گھر سے زیادہ پہچاننے والے ہوں گے''۔ (بخاری)

جنتی جنت میں اپنے مقام کو اس لئے پہچان جائیں گے کہ قبر میں صبح وشام ان کے مقام کو پیش کیا جاتا تھا۔

۷/ سب سے زیادہ تعداد میں امت محمدیہ کے لوگ جنت میں جائیں گے۔

(عن ابن مسعود رضی الله عنه قال كنا مع النبى ﷺ في قبة فقال النبى ﷺ : أترضون أن تكونوا ربع أهل الجنة ؟ قلنا نعم ' قال أترضون أن تكونوا ثلث أهل الجنة ؟ قلنا نعم ' قال : أترضون أن تكونوا نصف أهل الجنة ؟ قلنا نعم ' فقال: والذي نفس محمد بيده إني لأرجو أن تكونوا نصف أهل الجنة ' وذلک أن الجنة لا يدخلها الا نفس مسلمة ' وما أنتم فى أهل الشرک الا كالشعرة

البيضاء في جلد الثور الأسود ، أو كالشعرة السوداء في جلد الثور الأحمر) (بخاری ومسلم)

''ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ (حجۃ الوداع میں منی کے) خیمہ میں تھے، آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم لوگ اس بات سے راضی ہو کہ جنت میں تمہاری تعداد چوتھائی ہو، ہم نے کہا: ہاں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم لوگ اس بات سے راضی ہو کہ جنت میں ایک تہائی تمہاری تعداد ہو! ہم نے کہا ہاں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم لوگ اس بات سے راضی اور خوش ہو کہ جنت میں آدھی تعداد تم لوگوں کی ہو، ہم نے کہا: ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے مجھے امید ہے کہ جنت میں آدھی تعداد تمہاری ہوگی، وہ اس لئے کہ جنت میں صرف مسلمان ہی داخل ہو سکتا ہے، اور مشرکین کے سامنے تمہاری مثال ایسے ہی ہے جیسے کالے بیل میں سفید بال یا سفید بیل میں کالا بال''۔

بلکہ جنت میں آدھے سے زیادہ تعداد امت محمدیہ کی ہوگی آپ ﷺ کا فرمان ہے: **(اهل الجنة عشرون ومائة صف ، ثمانون منها من هذه الأمة ، وأربعون من سائر الأمم)** (ترمذی: حسنہ الألبانی)

''جنتیوں کی ایک سو بیس صف ہوگی، اس میں سے ۸۰ صف اس امت کی ہوگی اور باقی ۴۰ صفیں ساری امتیوں میں سے ہوں گی''۔

اس سے معلوم ہوا کہ اہل باطل کی تعداد اہل حق کے سامنے زیادہ ہوگی اسی لئے جنتیوں کے مقابلہ میں جہنمیوں کی تعداد زیادہ ہوگی، خود امت مسلمہ کی اکثریت جہنم میں جائے گی، نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے ہماری امت ۷۳ فرقوں میں بٹ جائے گی ایک فرقہ کو چھوڑ کر سب جہنم میں جائیں گے۔

۸/ اس امت میں سے ستر ہزار بلا حساب و کتاب اور بلا عذاب کے جنت میں جائیں گے، ایک لمبی حدیث میں ہے جس میں آپ ﷺ کو افق میں آپ کی امت دکھائی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا **(ومنهم سبعون ألف يدخلون الجنة بلا حساب ولا عذاب هم الذين لا يسترقون ولا يكتؤون ولا يتطيرون وعلى ربهم يتوكلون (بخاری ومسلم))**

''جنت میں ستر ہزار بغیر حساب و عذاب کے داخل ہوں گے یہ وہ لوگ ہوں گے جو کسی سے رقیہ نہیں کرواتے اور نہ ہی داغنے کا علاج کرتے ہیں اور نہ ہی بدشگونی لیتے ہیں اور وہ صرف اپنے رب پر توکل کرتے ہیں''۔

۹/ جنت میں نوجوانوں، بوڑھوں اور عورتوں کے سرداران اسی امت کے ہوں گے **(عن علي رضي الله عنه قال كنت عند النبي ﷺ فأقبل أبو بكر وعمر، فقال : يا علي هذان سيدا كهول أهل الجنة من الأولين والآخرين ما خلا النبيين والمرسلين، لا تخبرهما يا علي ، فما حدثت به حتى ماتا (ترمذی وابن ماجه ومسند أحمد ، صححه شعيب الأرناؤط وحسنه الألباني في الصحيحة)**

''علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نبی اکرم ﷺ کے پاس تھا ابو بکر و عمر (رضی اللہ عنہما) نمودار ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا اے علی یہ دونوں جنت میں انبیاء ورسل کے سوا تمام بوڑھوں کے سردار ہیں، لیکن ان کو مت بتانا، علی (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں جب دونوں کی وفات ہوگئی اس کے بعد میں نے یہ حدیث بیان کی''۔

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب جنت میں کوئی بوڑھا نہیں ہوگا سب جوان ہی جوان ہوں گے تو پھر اس حدیث کا کیا مطلب ہے؟ علماء حدیث نے اس کا دو مطلب بیان کیا ہے: ۱/ جس وقت نبی ﷺ نے خوشخبری سنائی اس وقت کے اعتبار سے ہے۔ ۲/ یا جو بھی مسلمانوں میں سے بڑھاپے میں وفات پائے اور وہ جنت کا مستحق ہو۔ (دیکھئے مرعاۃ المفاتیح لملا علی القاری ۹/۳۹۱۳)

(عن عائشة رضي الله عنها أن رسول الله ﷺ قال لفاطمة أما ترضين أن تكوني سيدة نساء أهل الجنة أو نساء المؤمنين (صحیح بخاری)

''عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اکرم ﷺ نے فاطمہ سے فرمایا کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ تم جنت میں تمام عورتوں یا تمام مومن عورتوں کی سردار ہو''۔

عن حذيفة رضى الله عنه عن البنى ﷺ قال: إن هذا ملك لم ينزل الأرض قط قبل هذه الليلة ، استاذن ربه أن يسلم علي ، ويبشرنى بأن فاطمة سيدة نساء أهل الجنة ، وأن الحسن والحسين سيدا شباب أهل الجنة . (سنن ترمذی وحسنه الإمام الألباني)

''حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا یہ فرشتہ آج رات سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اترا' وہ اپنے رب سے اجازت لے کر آیا ہے کہ مجھے سلام کرے' اور مجھے یہ خوشخبری سنائے کہ فاطمہ تمام جنتی عورتوں کی سردار ہیں' اور حسن وحسین جنت میں تمام نوجوانوں کے سردار ہیں''۔

قارئین کرام: یہ کچھ خصوصیات مجھ گنہگار کو جمع کرنے کی توفیق ملی میں اس پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں اور میں خود اپنی ذات اور تمام مسلمانوں سے سوال کرتا ہوں کہ کیا ہم سب نے ان تمام خصوصیات پر اللہ کا شکر ادا کیا' کیا ہم نے دنیا کے سامنے اس امت کی اچھی صورت پیش کی' کیا یہ ہمارے لئے لمحہ فکر یہ نہیں ہے کہ ایک شخص مسلمان ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ اللہ کا شکر ہے کہ مسلمانوں کو جاننے سے پہلے میں نے اسلام کو جانا' پڑھا اور قبول کیا' ورنہ اگر میں مسلمانوں کو دیکھ لیتا تو اسلام قبول نہ کرتا۔

دوسری بات! یہ ساری خصوصیات انہی لوگوں کے لئے مفید ہوں گی جنہوں نے توحید خالص کو اپنایا' اور نبی اکرم ﷺ کی غیر مشروط اتباع کی' کیا آپ کو نہیں معلوم کہ شرک کرنے والوں پر جنت حرام ہے' اور آپ ﷺ کی امت کے بہتر فرقے جہنم میں جائیں گے' اور آپ ﷺ قیامت کے دن اہل بدعت کو اپنے حوض سے بھگا دیں گے' لہذا اے مسلمانو! حقیقی اور سچے مسلمان بنو عقیدہ توحید وسنت کو اپناؤ' سلف صالحین کے منہج کو مضبوطی کے ساتھ تھام لو' صرف اللہ سے مدد مانگو' خالص اسی کی عبادت کرو' غیر اللہ کی عبادت سے بچو' نبی اکرم ﷺ کی سنتوں کو حرز جاں بناؤ' شرک وبدعات' اور رسوم وخرافات سے توبہ کرو' مکارم اخلاق کو اپناؤ' صبر کرو' عفو ودرگزر سے کام لو' علماء حق یعنی کتاب وسنت کو سلف صالحین کے فہم وعقیدہ کے مطابق سمجھنے اور اس پر عمل کرنے والے علماء کے ساتھ جڑ کر رہو' غیروں کی مشابہت اور تقلید ونقالی سے بچو' اپنے اوپر اسلام کی تعلیمات کو نافذ کرو اسلام خود بخود نافذ ہو جائے گا' گھروں میں دینی ماحول پیدا کرو' بال بچوں' بہو بیٹیوں اور عورتوں کو اسلام کا پابند بناؤ' اسلام کا صحیح نمائندہ بن کر دنیا کے سامنے جاؤ' دنیا حق کی پیاسی ہے' دنیا کو امن چاہئے' ظلم ونفرت سے دنیا کراہ رہی ہے' ظالموں کے ظلم سے دنیا عاجز آچکی ہے' دنیا کو اللہ کی بندگی کی طرف لے کر آؤ' امن وشانتی کا پیغام عام کرو' توحید وسنت میں امن ہے' اللہ کی خالص عبادت وبندگی میں امن ہے' اور یاد رکھو پوری دنیا اگر اکٹھا ہو جائے اور تمہیں اس دنیا سے ختم کرنا چاہے تو نہیں کر سکتی' تمہارے وجود سے دنیا کا وجود ہے' سورج کی روشنی کو دنیا کے سارے لوگ مل کر نہیں مٹا سکتے' تمہارا دین سورج سے بھی زیادہ درخشندہ وتابندہ ہے' مٹانے کی کوششیں اس سے پہلے بھی ظالموں نے کی' لیکن اسلام اور مضبوطی کے ساتھ کھڑا ہوا' پوری آب وتاب کے ساتھ قائم رہا' اور قیامت تک قائم رہے گا' مسلمانوں کے خاتمہ کے لئے دنیا کتنی بھی کوشش کر لے' اللہ کی تدبیر کے سامنے سب فیل اور بیکار ہے۔ اللہ کی پکڑ بہت مضبوط ہے اللہ تعالی ظالموں کو ایک وقت کے لئے ڈھیل دیتا ہے۔ ﴿وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ (30) الأنفال ﴾۔ ﴿وَأُمْلِي لَهُمْ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ (45) القلم ﴾

لہذا غم نہ کرو' مایوسی کا شکار نہ ہوا پنے عقیدہ وعبادات اور اخلاق کی اصلاح کرو۔ اپنے اندر موجود خامیوں اور کوتاہیوں کو دور کرو۔ اور اللہ کی رسی کتاب وسنت کو فہم سلف کے مطابق مضبوطی سے تھام لو۔ اپنے دلوں کی اصلاح کرو' دلوں کو کفر وشرک' ریاء ونفاق' سے پاک کرو' دلوں میں کسی کے خلاف بغض وحسد اور عداوت ونفرت نہ رکھو' اسلام میں مکمل طور پر داخل ہو جاؤ' اسلام کے ہر حکم پر استطاعت بھر عمل کرو۔ اللہ ہمارا حامی وناصر ہے۔

الحمد لله الذي بنعمته تتم الصالحات

٧/ ربيع الأول ١٤٤٦ موافق ٢٠٢٤/٩/١٠ن